ہمیں اس میں کفار کی اتباع اور احتیاج کو جائز قرار نہیں دیتا۔ اگر مساوی طور پر سلوک ہو اور بیوپار و تجارت جاری ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔

بنوامیہ کے دور میں ایک طرف تو مسلمان رومی سکہ استعمال کرتے تھے اور دوسری طرف خلیفہ عبدالملک عیسائیوں کے شہنشاہ قیصر کو کلمۂ توحید اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے اتباع کی دعوت دے رہا تھا۔ یہ بات قیصر پر بڑی سخت گذری اور اس نے خلیفہ عبدالملک کو یہ دھمکی بھجوائی کہ وہ اسلام کے لیے تبلیغ اور دعوت کو ترک کردے ورنہ وہ درہم پر ایسی عبارت لکھوائے گا کہ عبدالملک اور دوسرے مسلمانوں کے لیے وہ غم کا باعث ہوگی۔ خلیفہ عبدالملک نے اہل الرائے سے مشورہ کیا۔ انھوں نے مشورہ دیا کہ ہم اپنے ملک کے لیے اپنا علیحدہ سکہ بنائیں گے اور ہم رومیوں کے سکے کو اپنے لیے استعمال نہیں کریں گے۔ اس کے بعد ملک کے مہندس جمع ہوگئے جنھوں نے ملک کے لیے اپنا سکہ تیار کیا۔

آج کل امریکا کو یہ غلبہ حاصل ہے کہ وہ جہاں چاہے اپنی پالیسی کو ٹھونس دے یا سی آئی اے اور ڈالر کے ذریعے اپنی مرضی کے مطابق حکومتوں کو تبدیل کردے۔ اس طرح اگر مسلم حکومتیں بے بس رہیں گی تو وہ کبھی اپنے پاؤں پر کھڑی نہیں ہوسکتیں۔ اس لعنت سے نکلنے کے لیے جملہ قوانین میں صرف ایک ذات اللہ تعالیٰ پر اعتماد ہونا چاہیے۔ اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ، اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے۔ اگر ہم اپنی احتیاج سچے دل سے اس کے سامنے پیش کریں تو کوئی شک نہیں کہ ہماری جملہ حاجات کا کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا۔

جب جنیوا کانفرنس کے انعقاد کی تیاریاں ہورہی تھیں اور صہیونیت پر عربوں کے مقبوضہ علاقوں کی واگذاری کے لیے عالمی سیاسی دباؤ بڑھ رہا تھا تو عین اسی مرحلے پر صہیونیت کی سیاست نے پلٹا کھایا اور الیکشن میں اس کی قیادت بدل گئی۔ ایسا گروہ برسراقتدار لایا گیا جو سابقہ حکمران پارٹی سے عربوں کی مخالفت میں زیادہ ضدی اور ظالم رہا ہے۔ اصل میں یہ سب صہیونیت کی سیاسی چال ہے، وہاں کی تمام پارٹیاں عرب اسرائیلی تنازعے میں ظالمانہ قبضے پر متفق ہیں لیکن دُنیا کو دھوکہ دینے کے لیے جمہوریت کا ڈھونگ لگا رکھا ہے

نئی برسر اقتدار پارٹی کھلم کھلا یہ کہہ رہی ہے کہ وہ کبھی ان مقبوضہ علاقوں کو خالی نہیں کریں گے جن پر ان کا قبضہ ہو چکا ہے۔ مقبوضہ علاقوں میں ایک سوچی سمجھی اسکیم کے ماتحت یہودیوں کے لیے پکی بستیاں بنائی جا رہی ہیں اور اس طرح باہر سے یہودیوں کو لاکر وہاں بسایا جائے گا اور اس طرح عربوں کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر کے ان کو وطن چھوڑنے پر مجبور کیا جائے گا۔ صرف یہی نہیں بلکہ صہیونیت کے عزائم تو عربوں کے اور علاقوں پر قبضہ جمانا اور مقاماتِ مقدسہ کو بموں کا نشانہ بنانا ہے۔ دوسری طرف ہمارے عرب بھائی ہیں کہ ان کا باہمی اتحاد کمزور پڑتا جا رہا ہے، عراق الگ تھلگ ہے، لیبیا اور مصر کی باہمی مخاصمت جاری ہے، شام کی لبنان میں جو پالیسی رہی ہے فلسطینی عرب مہاجر اس سے ناخوش ہیں، چھوٹی چھوٹی عرب ریاستوں کی سیاست کچھ اور ہے اور پھر وہ عرب ممالک جو آبادی کے لحاظ سے بڑے ملک مانے جاتے ہیں یا جہاں آمدنی کے ذرائع قدرتی وسائل کی وجہ سے بے شمار ہیں ان کا عالمی سیاست میں امریکا کی طرف جھکاؤ ہے۔ ایسی حالت میں عرب و اسرائیل تنازعے کا حل ہمیں مشکل نظر آرہا ہے۔ صہیونیت کی طرف سے عربوں پر جو بھی مظالم کیے جا رہے ہیں اور وہاں کی اصل عرب آبادی کی اکثریت کو نکال کر باہر پھینک دیا گیا ہے اور وہ برسوں سے دربدر مظلومیت کی زندگی بسر کر رہے ہیں، یہ سب اس لیے ہو رہا ہے کہ اسرائیل کو امریکا کی پشت پناہی حاصل ہے امریکی ڈالر اور خوفناک جنگی آلات و اسلحے ان کو مل رہے ہیں۔ کیا ایسی صورت میں یہ امید رکھنا عقلمندی ہے کہ اب جناب جمی کارٹر صاحب عربوں کو ان کے مقبوضہ علاقے اسرائیل سے واپس دلائیں گے؟